بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل قادیان
خطبہ نمبر (۱۲)
یوم یک شنبہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ احسان ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے پھوڑے کی حالت نسبتاً بہتر ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو نزلہ۔ سر درد اور کان میں درد کی تکلیف ہے حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے ؛

۷ ماہ احسان ۱۳۲۱ ھش | ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ ھ | ۷ ماہ جون ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۳۰

خطبۂ جمعہ

نماز باجماعت پڑھنے کی سخت تاکید

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۵ ماہ احسان ۱۳۲۱ ہش مطابق ۵ جون ۱۹۴۲ء

مرتبہ ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں پھوڑے کی تکلیف کی وجہ سے نماز کے لئے تو نہیں آسکتا۔ کیونکہ پیٹ پر پھوڑا ہے۔ اور اس وجہ سے مجھے بیٹھ کر نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ لیکن جمعہ کی وجہ سے میں آج آگیا ہوں۔ اور مختصر طور پر جماعت قادیان کو خصوصاً۔ اور بیرونی جماعتوں کو عموماً اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

احمدیت ایک مذہب ہے

کوئی سوسائٹی یا انجمن نہیں ہے۔ جو اپنے لئے چند قانون بنا کر باقی امور میں لوگوں کو آزاد چھوڑ دیتی ہے۔ بلکہ مذہب ہونے کے لحاظ سے اس کی بنیاد انسان اور خدا کے تعلق پر ہے۔ اگر احمدیت اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے تعلق کو قائم کرتے ہیں کامیاب ہو جاتے۔ تو وہ کامیاب ہے خواہ اس کے ماننے والوں کی تعداد کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ اور اگر

خدا اور اس کے بندوں کا تعلق

قائم کرنے میں احمدیت کامیاب نہ ہو۔ تو خواہ ساری دنیا احمدی کیوں نہ ہو جائے احمدیت کامیاب نہیں کہلا سکتی۔ اور اللہ اور اس کے بندے کے تعلق کی پہلی نشانی بندے کے دل میں عبادت کی تڑپ کا پیدا ہونا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تڑپ لوگوں کے دلوں میں نہ ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں۔ اور دوسرے معنے اس کے یہ ہوں گے۔ کہ خدا تعالیٰ کے دل میں بھی ان کی محبت نہیں ہے۔ میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ کہ

نماز ایک ایسی چیز ہے

جس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ انسان نماز نہ پڑھے۔ یا اس کو التزام کے ساتھ ادا کرنے میں غفلت سے کام لے۔ تو پھر بھی وہ مسلمان اور احمدی رہ سکتا ہے۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کو چھوڑ دینے کی وجہ سے انسان کمزور کہلاتا ہے۔ مگر نماز ایسی چیز ہے۔ کہ اس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے وہ کچھ بھی نہیں کہلا سکتا۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔ اور پھر نماز نہیں پڑھتا۔ اور نماز نہ پڑھنے کے یہی معنے نہیں۔ کہ وہ کبھی نماز نہیں پڑھتا۔ بلکہ سال بھر میں اگر وہ ایک نماز بھی چھوڑ دیتا ہے یا دس سال میں وہ ایک نماز کو بھی ترک کر دیتا ہے۔ تو وہ کسی صورت میں

احمدی نہیں کہلا سکتا

اگر اس کو یہ خیال ہو۔ کہ میں نے بیس سال میں صرف ایک نماز چھوڑی ہے۔ پھر کیا ہو گیا۔ تو وہ ایک وہم میں مبتلا ہے۔ اگر وہ بیس سال میں ایک نماز بھی چھوڑ دیتا ہے۔ تو پھر بھی وہ احمدی نہیں کہلا سکتا بلکہ جس وقت کوئی شخص کسی نماز کو چھوڑتا ہے۔ اسی وقت وہ

احمدیت سے خارج

ہو جاتا ہے۔ اور جب تک دوبارہ اس کے دل میں ندامت اور اپنے فعل پر افسوس پیدا نہ ہو۔ اور جب تک دوبارہ اس کے دل میں دین کی رغبت پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے حضور احمدی نہیں سمجھا جاتا۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک جماعت نے نماز کی اس اہمیت کو نہیں سمجھا۔ چنانچہ میرے پاس شکائتیں پہونچتی رہتی ہیں۔ کہ بعض لوگ

نمازوں میں سست

ہیں۔ اور بعض بالکل ہی نہیں پڑھتے ہیں۔ اس نقص کو دیکھتے ہوئے خصوصیت سے قادیان کے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے کہتا ہوں۔ کہ نماز کے متعلق ان میں سے ہر شخص اپنے ہمسایہ کی اسی طرح جاسوسی کرے جس طرح پولیس مجرموں کی جاسوسی کا کام کیا کرتی ہے۔ جب تک رات اور دن ہم میں سے ہر شخص اس طرف متوجہ نہ ہو کہ ہمارا ہر فرد خواہ وہ چھوٹا ہو۔ یا بڑا۔ بچہ ہو۔ یا جوان۔ نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے۔ اور

کوئی ایک نماز بھی نہ چھوڑے

اس وقت تک ہم کبھی بھی اپنے اندر حقیقی روحانیت قائم نہیں کر سکتے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔ مثلاً میں نے بار بار توجہ دلائی ہے۔ کہ

نمازوں کے وقت دوکانیں

کھلی نہیں ہونی چاہئیں۔ آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کی دوکان کھلی بھی رہے۔ اور پھر اس کے متعلق یہ سمجھا جائے۔ کہ وہ نماز باجماعت بھی ادا کرتا ہے ؛

پس میں انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

نمازوں کے وقت دوکانداروں کی نگرانی

رکھیں۔ اور جس شخص کی دوکان کھلی ہو۔ اس کی دوکان پر نشان لگا دیں۔ اور اسی دن اس کی میرے پاس رپورٹ کریں۔

اگر نمازوں کے وقت کوئی شخص اپنی دوکان کو کھلا رکھتا ہے۔ تو اس کے سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ اس کے دل میں

نماز کا احترام

نہیں۔ اس وقت بہر حال ایک احمدی کہلانے والے کو اپنی دوکان بند کرنی چاہیئے۔ اور نماز باجماعت کے لئے مسجد میں جانا چاہیئے۔ اگر خطرہ ہو کہ دوکانیں بند ہوئیں۔ تو کوئی دشمن نقصان نہ پہونچادے تو ایسی صورت میں باری باری پہرے مقرر ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کہ دوکاندار اپنی دوکانوں پر ہی بیٹھے رہیں۔ اور نماز کے لئے مسجد میں نہ جائیں۔ پہرہ ایک قومی فرض ہے۔ اور جب کوئی شخص پہرے پر ہو۔ تو وہ اپنے فرض کو ادا کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ نماز کا تارک نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن بغیر اس کے اگر کوئی شخص مسجد میں نہیں جاتا۔ تو وہ

نماز کا تارک

ہے۔ اور محلوں اور جگہوں کا تو میں کیا شکوہ کروں۔ میں تو دیکھتا ہوں مسجد مبارک جو اپنی برکات کے لحاظ سے مکہ اور مدینہ کی مساجد کے بعد تیسرے درجہ پر ہے۔ اس کے زیر سایہ جو دوکانیں ہیں ان میں سے بعض بھی نماز کے اوقات میں کھلی رہتی ہیں پس آج سے میں

انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کا فرض

مقرر کرتا ہوں۔ کہ وہ قادیان میں اس امر کی نگرانی رکھیں۔ کہ نمازوں کے اوقات میں کوئی دوکان کھلی نہ رہے۔ میں اس کے بعد ان لوگوں کو مذہبی مجرم سمجھوں گا۔ جو نماز باجماعت ادا نہیں کریں گے۔ اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کو قومی مجرم سمجھوں گا۔ کہ انہوں نے نگرانی کا فرض ادا نہیں کیا۔ ہم پر اس شخص کی کوئی ذمہ واری نہیں ہو سکتی جو بے نماز ہے۔ اور ایسے شخص کا یہی علاج ہے۔ کہ ہم اس کے

احمدیت سے خارج ہونے کا اعلان کر دیں گے

مگر جو منتظم ہیں وہ بھی مجرم سمجھے جائینگے اگر انہوں نے لوگوں کو نماز باجماعت کے لئے آمادہ نہ کیا۔ وہ صرف یہ کہہ کر بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ کہ ہم نے لوگوں سے کہہ دیا تھا۔ اگر لوگ نماز نہ پڑھیں تو ہم کیا کریں۔ خدا نے ان کو طاقت دی ہے۔ اور انہیں ایسے سامان عطا کئے ہیں۔ جن سے کام لے کر وہ اپنی بات لوگوں سے منوا سکتے ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ لوگ ان کی بات نہ مانیں۔ وہ انہیں

نماز باجماعت کے لئے مجبور

کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ مجبور نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے اخراج از جماعت کی رپورٹ کر سکتے اور مجھے ان کے حالات سے اطلاع دے سکتے ہیں۔ بہر حال کوئی نہ کوئی طریق ہونا چاہیئے۔ جس سے ان لوگوں کا پتہ لگ سکے۔ جو بظاہر ہمارے ساتھ ہیں مگر در حقیقت ہمارے ساتھ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے لوگ ہمارے ساتھ لٹکتے چلے جائیں۔ اور اپنی اصلاح بھی نہ کریں۔ اس کے نتیجہ میں اور لوگوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ بھی نمازوں میں سست ہو جاتے ہیں۔

میں آج سے خود اپنے طور پر بھی انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اس کام کی نگرانی کرونگا۔ اس کے ساتھ ہی میں

بیرونی جماعتوں کو

بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انہیں بھی اپنے بچوں اور نوجوانوں اور عورتوں اور مردوں کو نماز باجماعت کی پابندی کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر اس بات میں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تو وہ ہرگز خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو نہیں ہو سکتے۔ چاہے وہ کتنے ہی چندے دیں۔ اور چاہے کتنے ہی ریزولیوشن پاس کر کے بھجوا دیں۔

خدام الاحمدیہ کے عہد نامہ کے الفاظ میں اصلاح

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے خدام الاحمدیہ کے عہد نامہ میں کچھ ترمیم فرمائی ہے۔ اب عہد نامہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ تمام مجالس اور خدام نوٹ فرمالیں۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ (ایک مرتبہ)

میں اقرار کرتا ہوں کہ قومی اور ملی مفاد کی خاطر میں اپنی جان مال اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہونگا (تین مرتبہ)

(جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

بیرون ہند کے مندرجہ ذیل اصحاب ابتدائے جنوری ۱۹۴۲ء سے ۱۶ر اپریل ۱۹۴۲ء تک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے

60	Haris Nuh Kobina Gold coost West Africa.	88	Amina Amba Salt Pond
61	Sharif Kwesi Afram "	89	Jibraeel Kweku "
62	Amba Dodawa "	90	Ibrahim Kwa "
63	Adam Koji Borgi "	91	Yasaf Kweku "
64	Maryam Adjwa "	92	Ali Kwamin "
65	Sakeena Amba "	93	Hajira Esie "
66	Hawa Amba Salt Pond	94	Yasaf Kobina "
67	Maryam Amba "	95	Maryam Yaa Esiewa "
68	Musa Kwamin "	96	Ibrahim Kweku Donkol "
69	Adam Kafi "	97	Ishoque Kobnia "
70	Yaqub Kwa Dabi "	98	Ibrahim Kojo Nduri "
71	Ibrahim Kojo Ahmad "	99	Sara Esie Kumoh "
72	Musa Kweku "	100	Hajira Efua Afoafie "
73	Abdullah Kobina "	101	Ibrahim I.oma "
74	Usman Kweku "	102	Issa Ch. Adgie Young "
75	Ibrahim Kojo "	[illegible]	Maryam Amba Ambissah "
76	Salima Kobina "	104	Ibrahim Kojo Bansah "
77	Bukr Kwesi "	105	Ayesha Efua Sawal "
78	Sera Esie "	106	Ayesha Efua Kobi "
79	Hawa Esie Botwe "	107	Yusaf Kojo Fom "
80	Fatima Efua Donkol "	108	Abu Bakr Sadiqee "
81	Fatima Ahe Basaval "	109	Maimuna Abnia "
82	Maryam Abnia "	110	Ayyub Yaw Bofsi "
83	Ayesha Yaa Buesu "	111	Hawa Efua Nkrumah "
84	Ishoqee Kwesi "	112	Hawa Amba Kunte
85	Hawa Yaa Ramwaa "	113	Habeeba Ekua Kamah "
86	Mohd Kojo Fom "	114	Adam Kwesi Edu
87	Fatima Abnia Nkonfomi "	115	Abdullah Kwamin Kwadu Saltpond
		116	Yusef Kwesi Bonni "

(باقی)

صوبہ سرحد میں ایک معزز احمدی کی شہادت کا المناک حادثہ

حکومت صوبہ سرحد فوراً توجہ کرے

ہمیں صوبہ سرحد سے ایک مخلص اور معزز احمدی صوبیدار خوشحال خاں صاحب آف مینی تحصیل صوابی ضلع مردان کے نہایت بے دردانہ قتل کی نہایت ہی المناک خبر موصول ہوئی ہے۔ صوبیدار صاحب موصوف مخلص اور بہت نیک احمدی تھے احمدیت پر پروانہ وار فدا تھے۔ محض احمدیت کی وجہ سے ان کے گاؤں میں ان کی شدید مخالفت تھی۔ ۲۹ رمئی کو آپ حسب معمول ٹوپی سے نماز جمعہ ادا کر کے اپنے گاؤں واپس جا رہے تھے۔ کہ رستہ میں ان کے گاؤں موضع مینی اور صوابی کے درمیان انہیں بعض ناہنجاروں نے قتل کر دیا صوبیدار صاحب مرحوم کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ان کے ساتھ تھے جنہوں نے ظالم وسفاک قاتلوں کو موقعہ پر پہچان لیا۔ قاتل جاتے وادوات پر ایک خط بھی چھوڑ گئے جس میں لکھا ہے۔ کہ "قادیانی مذہب چھوڑ دو۔ رسول کریم کا دین خراب مت کرو۔ ورنہ سب قتل کر دیئے جاؤ گے"۔

اس واقعہ کی پولیس میں فوراً رپورٹ کر دی گئی۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے۔ کہ قاتلوں کا نشان اور سراغ ملنے کے باوجود ابھی تک مقامی افسروں نے اس بارے میں کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ جس کی وجہ شائد یہ ہو۔ کہ صوبہ سرحد میں احمدیوں کی تعداد کافی نہیں۔ اور مجرموں کے مقابلہ میں ان کا اثر ورسوخ بھی کم ہے۔ اندریں حالات یہ احتمال ہے۔ کہ مجرم گرفت سے بچ جائیں

ہم یہ واقعات صوبہ سرحد کے ذمہ وار افسران بالخصوص جناب گورنر صاحب صوبہ سر جارج کننگھم کے نوٹس میں لاتے ہوئے بہ ادب ملتمس ہیں۔ کہ اس کی طرف فوری توجہ فرمائی جائے۔ صوبیدار صاحب مرحوم کے قتل کے علاوہ جو خط ملا ہے۔ وہ گویا صوبہ سرحد کے تمام احمدیوں بالخصوص اس علاقہ کے احمدیوں کے لئے ایک چیلنج ہے۔ اور اگر بروقت کارروائی نہ کی گئی۔ اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا فوری انتظام نہ کیا گیا۔ تو یقیناً دوسرے احمدیوں کی جانیں بھی خطرہ میں ہیں:۔

امن پسند اور قانون کے پابند احمدیوں کی جان کی حفاظت حکومت کا اولین فرض ہے۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ جنگ کے حالات نے بدکردار بدمعاشوں کے حوصلے بڑھا رکھے ہیں۔ اگر بعض مقامی افسروں کی بزدلی اور ناجائز مصلحت اندیشی نے مجرموں کو عقوبت سے بچا لیا۔ تو ان کے حوصلے بہت بڑھ جائیں گے۔ اور صوبہ میں امن وامان کا قیام بہت دشوار ہو جائے گا۔ پس ایک بے گناہ احمدی کے قتل کا بدلہ لینا اور اس سنگین جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانا جہاں حکومت کے فرائض کی ادائیگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ وہاں صوبہ سرحد کے امن پسند احمدیوں کی جانی ومالی حفاظت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ان سب باتوں کے علاوہ حکومت کا اپنا مفاد بھی اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ ایسا ہولناک جرم کرنے والے اپنے کئے کا ضرور بدلہ پائیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ قانون شکن لوگ جرأت پاکر صوبہ کے انتظام میں ایسا فساد پیدا کر دیں۔ کہ حکومت کے لئے بہت زیادہ مشکلات پیدا ہو جائیں۔

صوبہ سرحد کے موجودہ گورنر صاحب کے عدل وانصاف اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں اپنی ذمہ واری کے احساس پر ہمیں کامل اعتماد ہے۔ اور ہمارا تجربہ ہے کہ آپ کسی جتھہ بندی یا مفسدوں کے اثر ورسوخ سے متاثر ہونے والے نہیں۔ اور قانون شکن مجرموں کو پوری طاقت سے دبانے میں تساہل سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں جبکہ بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں بعض لوگوں نے وہاں کے احمدیوں کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کی۔ اور حالات کے بہت زیادہ خراب ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ تو جناب ناظر صاحب امور عامہ سلسلہ احمدیہ نے ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی۔ تو انہوں نے فوراً اس کا نوٹس لیا۔ اور پوری طاقت سے اس فتنہ کو دبا دیا۔ اور اب کہ صوبہ کی خوش قسمتی سے اس وقت بھی عنان حکومت انہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اطمینان رکھتے ہیں۔ کہ ہماری دادرسی ہو گی۔ اور ہمیں خواہ مخواہ ایذا پہنچانے والے اور لاکھوں احمدیوں کے سینے فگار اور قلوب کو مجروح کرنے والے دشمنان ملک وملت حکومت کی مضبوط مشینری کی گرفت سے بچ نہ سکیں گے:۔

ہم حکومت کے لئے کسی قسم کی پریشانی پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ اور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے۔ کہ ہم نے ہمیشہ حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اپنے ایک معزز اور بے گناہ بھائی کے قتل کو ہم خاموشی سے برداشت کر لیں گے۔ بے شک صوبہ سرحد میں ہماری جماعت قلیل ہے۔ اور وہاں ہماری کوئی ایسی جتھہ بندی نہیں۔ لیکن اگر ناہنجار سفاک قاتلوں کے جتھہ سے مرعوب ہو کر عاقبت نااندیش اور کم فہم افسروں نے اس ظلم پر پردہ ڈالنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہونا چاہا۔ تو تمام دنیا کے احمدی اس کے خلاف احتجاج کریں گے۔ احمدیوں کے دلوں میں اللہ تعالے کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ایک دوسرے سے جو محبت اور ہمدردی ہے۔ اس کی مثال دنیا کے کسی اور جتھے اور پارٹی میں نہیں مل سکتی۔ اور اگر ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ بعض حکام ایسے معاملات میں جتھہ بندی کو معیار انصاف سمجھتے ہیں۔ تو احمدی اپنے اس بے گناہ بھائی کے قتل پر اپنے المناک جذبات کا اظہار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ایک ایسا شور بپا ہو جائے گا۔ کہ جو ممکن ہے۔ حکومت کے لئے زیادہ پریشان کن ثابت ہو لیکن ہمیں امید ہے۔ کہ اس کی نوبت نہ آئے گی۔ اور صوبہ سرحد کے ذمہ وار افسران فرض شناسی کا ثبوت ضرور دیں گے اور مقامی افسروں کی مصلحت اندیشیوں کی پرواہ نہ کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر اور حفیظ صاحب جالندھری

حضرت میر صاحب کا نوٹ اخبار الفضل میں پڑھا۔ یہ جلسہ کناٹ پلیس نئی دہلی میں مجلس خدام الاحمدیہ دہلی کے زیر اہتمام منعقد کیا گیا تھا۔ اور صدر حفیظ صاحب جالندھری تھے۔ میر صاحب نے اپنے نوٹ میں تعجب کا اظہار فرمایا ہے کہ "وہاں کسی ہمارے دوست نے اسی وقت اس کے معنے بتا کر ان کو مطمئن نہ کیا"۔ میں اس جلسہ میں شروع سے لے کر آخر تک موجود تھا۔ خاموشی سے جلسہ ختم کر دینا اس لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ یہ "ہمارا" جلسہ تھا۔ اور صاحب صدر کے لب ولہجہ سے عیاں تھا۔ کہ آپ ہمارے خلاف غیظ وغضب سے بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالے کی طرف سے کسی امر کو واضح کرنے کی توفیق ان سے چھین لی گئی تھی۔ آپ نے متعدد امور کے متعلق اظہار خیالات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اور آخر عاجز آ کر شاہنامہ کے اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔ ہم اس وقت مخالفت کر کے اس سحر کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اس طرح ہمارے جلسہ میں ابتری پھیل جاتی۔ اور آئندہ کو ہمارے لئے پبلک جلسہ کرنا دشوار ہو جاتا۔ یہ بھی صحیح نہیں۔ کہ انہوں نے کہا کہ "مجھے اس شعر کے معنے سمجھ میں نہیں آئے" بلکہ انہوں نے کہا تھا۔ کہ یہ شعر بہت فصیح وبلیغ ہے۔ اور اس کے معنے بیان کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال تبلیغی جلسہ کے لئے کسی غیر احمدی کو صدر بنانا ایک بنیادی غلطی ہے۔ لیکن اس وقت صدر کو مطمئن کرنے کی کوشش اس سے بھی بڑی غلطی ہوتی۔ تاوقتیکہ وہ کھلم کھلا مخالفت نہ کرتا۔ یہ توفیق اسے نصیب نہ ہوئی:۔ خادم عبدالحق رامہ

زبانِ اردو اور جماعت احمدیہ

(۱)

گذشتہ چند سال سے زبان اُردو اور ہندی بھاشا کی چند وجوہ کی بنا پر ٹکر ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جہاں تعصب کی پٹی آنکھوں پر بندھ جائے اور دل کینے سے خوش ہوں۔ وہاں انصاف اور ظلم ہم معنی الفاظ ہو جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہی حالت ہماری ہمسایہ قوم کی ہے۔ موجودہ ہندی آج سے چند سو سال پہلے کی زبان ہے۔ موجودہ اردو اسی ہندی کی ترقی یافتہ شکل ہے جیسا کہ سنت تلسی داس کی رامائن کی ہندی زبان خود ایک ترقی یافتہ شکل ہے برج بھاشا کی۔ اسی طرح برج بھاشا بھی مہاتما بادھ کے زمانہ کی پراکرت کی تبدیل شدہ صورت ہے اور پراکرت کا ماخذ خود سنسکرت ہے۔ زندہ زبانیں اسی طرح تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اور اگر ایک نئی تہذیب کے میل جول سے ہندی بھی آہستہ آہستہ اردو ہو گئی۔ تو یہ ایک طبعی امر تھا جس میں کسی قسم کی سیاسی چال نہیں تھی۔ صاحب انصاف لوگ کبھی بخل سے کام نہیں لیتے۔ خود گورو نانک دیو جی اور گورو گوبند سنگھ کے زمانے میں ہی جبکہ ابھی عربی فارسی اور ہندی الفاظ کا اچھی طرح سے امتزاج نہیں ہوا تھا۔ ہمیں جابجا عربی فارسی الفاظ ملتے ہیں۔ گورو صاحبان نے عربی و فارسی الفاظ بلا تکلف استعمال کئے ہیں۔ اور اب جبکہ صدیوں کی معصوم کوششوں کے بعد ہندو مسلم اتحاد کی ایک زندہ نشانی ہمارے ہاتھ لگی ہے۔ چند متعصب لوگ اسے مٹانے کے درپے ہو رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ ہندی زبان سے ناانصافی برتی جائے۔ بے شک اس میں ہندو مذہب کی بہت سی کتابیں محفوظ ہیں۔ اور ہر اس شخص کو ہندی کی حفاظت کرنے کا حق حاصل ہے جو اپنی مذہبی کتابوں سے الفت رکھتا ہے۔ لیکن یہ بات یقیناً تکلیف دہ ہے۔ کہ ایک ایسی زبان کو (جو صرف ایک تاریخی حیثیت رکھتی تھی) لا کر ایک ایسی زبان کے مقابلے میں کھڑا کر دیا جائے۔ جو نہ صرف ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ تھوڑی بہت ہر جگہ بولی بھی جاتی ہے اور اسے محض اس لئے ٹھکرا دیا جائے۔ کہ اس میں چند الفاظ ایسی قوم سے خاص ہیں جو اسے تین سو سال سے استعمال کر رہی ہے۔ اور باوجودیکہ اس میں (بقول منشی پریم چند صاحب) ستر فیصدی سے زیادہ الفاظ ہندی ہیں۔ افعال ہندی ہیں۔ گرامر کے قواعد ہندی ہیں۔ پھر بھی وہ معدودے چند الفاظ جو امتدادِ زمانہ سے اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ خار بن کر کھٹکتے ہیں۔ اکثریت کے زعم میں اُسے حقارت سے ٹھکرا دیا جا رہا ہے۔ قلم کی ایک جنبش سے بیچاری اردو اس طرح مردود قرار دی جاتی ہے۔ گویا وہ کبھی ہندوستان کی زبان تھی ہی نہیں۔ اور ضد کا یہ عالم۔ کہ مروجہ عربی و فارسی الفاظ کا استعمال ناممکن خواہ ان کے مرادف ڈھونڈھنے کے لئے سنسکرت ایسی مردہ زبان کے گڑے مردے ہی کیوں نہ اکھیڑنے پڑیں۔

چنانچہ ان احباب کی سرگرمیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ تاہم اگر وہ لوگ نیک نیتی سے اپنی سرگرمیاں اپنی زبان کی توسیع و اشاعت تک محدود رکھیں۔ تو ہمیں اعتراض کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ لیکن موجودہ روش کے پیش نظر تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان احباب کو زبانِ اردو سے خدا واسطے کا بیر ہے۔ ایک گونہ عداوت ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر جائز اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ابتداء سے اُن لوگوں کی یہی حکمتِ عملی رہی ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں پر ایسے وار کئے جائیں جن سے ہندوستان میں اُن کا سسکتا ہوا جسم آہستہ آہستہ دم توڑ دے اور اُن کے پراچین بھارت اور رام راجیہ کے خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکیں انہیں کیا خبر کہ اس سسکتے ہوئے جسم پر اعجاز مسیحائی اپنا کام کر چکا ہے۔ اور وہ جسم طاقتور ہوتا جا رہا ہے۔ تاہم اپنے مقصد کے حصول کے لئے ہر کس و ناکس اپنی اپنی جگہ مقدور بھر کوشش کرتا رہا ہے۔ ایسی تحریکیں کبھی وطنیت کا سوانگ بھرتی ہیں۔ تو کبھی متحدہ قومیت کا جب ایک جامہ تار تار ہوتا ہے۔ تو سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے جھٹ نئے چولے میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ لوگ جانتے ہیں کہ سوائے جماعت احمدیہ کے ہندوستان کے مسلمان کسی خستہ حال مکان کی مانند ہیں۔ جسے ہر وقت گرایا جا سکتا ہے۔ اس لئے اُن کی تمام تر کوششیں اسی آہنی حصار احمدیت پر مرکوز ہو رہی ہیں۔ بار بار نئے نئے ڈھنگ سے حملے کرتے ہیں۔ لیکن مونہہ کی کھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ایک منظم پروگرام کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اب کی بار انہوں نے اپنی کوششوں کی ایسے ڈھنگ سے ابتداء کی ہے۔ جو بظاہر تو معمولی ہے لیکن حقیقت میں نہایت خطرناک ہے۔ اندر اندر ہی کھچڑی تو عرصے سے پک رہی تھی اور باقاعدہ مہم کا آغاز بھی عرصے سے ہو چکا تھا۔ لیکن عوام کو سچائی کے اِس "یدھ" کا اس وقت علم ہوا۔ جب اچھوت ادھار کا گیت گاتے گاتے گاندھی جی یکایک ہندی ساہتیہ سمیلن کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی غرض سے چل کھڑے ہوئے اور کھلے بندوں ہندی کی حمایت شروع کر دی اور غالباً اپریل ۱۹۳۶ء میں ایک کانفرنس میں جو کانگریس کے زیر اہتمام گاندھی جی کی صدارت میں ہو رہی تھی اور جس میں انجمن ترقی اردو والے مولوی عبد الحق صاحب بھی شریک تھے۔ گاندھی جی کسی سچ کی گھڑی میں یوں پکار اٹھے:- "کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے۔ یہ قرآن کے لفظوں میں لکھی جاتی ہے۔ چاہے اُسے مسلمان رکھیں۔ چاہے پھیلائیں۔" (بحوالہ کھلی چٹھی بنام مہاتما گاندھی از ڈاکٹر مولوی عبد الحق جو انہوں نے کانفرنس ہو چکنے کے بعد شائع کی۔)

اسی کانفرنس میں یہ بھی پاس کیا گیا۔ کہ ہندوستان کی مادری زبان ہندوستانی نہیں۔ جیسا کہ کانگریس نے پہلے پاس کیا تھا۔ بلکہ ہندوستان کی اصلی زبان ہندوستانی اکھوا ہندی یا ہندی تنہا ہندوستانی ہے۔ (یا بالفاظ دیگر جو قرآن کے لفظوں میں نہیں لکھی جاتی اور جو مسلمانوں کی زبان نہیں) ہمیں پھر بھی گاندھی جی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے کم سے کم سچی بات کہہ کر ہمیں خبردار تو کر دیا۔

جب کانگریس ۱۹۳۵ء کے قانون کے مطابق مختلف صوبوں میں برسر اقتدار آئی تو مختلف طریقوں سے اردو کو کچلنے اور ہندی کو فروغ دینے کی سرگرم کوششیں عمل میں لائی گئیں۔ ایسا ہونا لازمی تھا۔ جس جماعت کے "نیتا" اور روح رواں یعنی گاندھی جی علی الاعلان ہندی کی حمایت پر ادھار کھائے بیٹھے ہوں۔ اس سے اور کیا امید ہو سکتی تھی۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ پیچ دیوتا کی زیر نگرانی انصاف کا گلا کیسے گھونٹا گیا۔ اور ایسا گمراہ کن پروپیگنڈا کیا گیا۔ کہ اردو ادب کے چوٹی کے مصنف (منشی پریم چند وغیرہ) اردو کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہہ کر ہندی کی ترویج و اشاعت میں کوشاں ہو گئے۔ اور معیاری زبان کے نمونے بہم پہنچانے کے لئے ایک رسالہ ہنس جاری کیا گیا۔ جس کی زبان تھی تو "دیو بانی" ملیچھ مسلمانوں کے استعمال کئے ہوئے لفظوں سے پاک دھلی دھلائی گنگا جل سے بھی پوتر۔ لیکن بدقسمتی سے "دیو بانی" کے ماہر پنڈتوں کے سوا اسے کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ جہاں جہاں کانگریسی وزارت قائم ہوئی (باقی صفحہ ۸ پر)

سادہ معاشرت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ تو اس میں ایک اہم اور ضروری چیز سادہ زندگی تھی۔ آج اس بات پر قریباً آٹھ سال گزرتے ہیں۔ کہ جماعت کے مخلصین نے اپنے اوپر اسے لازم کر لیا جب حضور نے جماعت کے لئے سادہ زندگی ضروری قرار دی۔ اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی اس کی ضرورت اور اہمیت نہ آ سکتی تھی۔ اب اس ضرورت کو دنیا کی تمام حکومتیں تسلیم کر رہی ہیں۔ اور اپنے اپنے ملک کے باشندوں سے کہہ رہی ہیں۔ کہ وہ کھانے پینے وغیرہ میں سادگی اختیار کریں۔ اور اسراف سے بچیں۔ دراصل یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ جو اس نے آج سے کئی سو سال قبل دی۔ چنانچہ فرمایا۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (سورۃ الاعراف) اس آیت میں تمام بنی آدم کو اسراف سے منع کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ بلکہ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اسراف سے بچتے ہیں۔ اور میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

اس آیت پر غور کرتے ہوئے جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں اس قسم کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ کس طرح صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ اور اسلامی تعلیم پر عمل کیا۔ اور کرایا اس کی دو تین ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک دفعہ حضرت عمرؓ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ کھانے پر بیٹھے۔ دسترخوان پر جب عمدہ عمدہ کھانے لائے گئے۔ تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرو گے تو صراط مستقیم سے دور جا پڑو گے۔ (کنز العمال جلد ٦ صفحہ ۱۴۵)

(۲) اسی ضمن میں حضرت عمرؓ کا ایک اور واقعہ بھی سبق آموز ہے۔ آپ ایک دفعہ اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے سالن میں زیتون کا تیل ڈال کر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ایک وقت میں دو دو سالن۔ خدا کی قسم میں کبھی نہ کھاؤں گا یاد رکھنا چاہیے۔ کہ عرب میں زیتون کا تیل بھی سالن کی بجائے روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہے (اسد الغابہ)

یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کی سادگی۔ تنگ دستی کی وجہ سے تھی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ سادہ زندگی اس واسطے بسر کرتے تھے۔ کہ اُسوہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے یہی اخذ کیا تھا۔ اور صحابہ کرامؓ اسے تعلیم اسلام کا ایک ضروری حصہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ روم و ایران کی فتوحات کے بعد بھی جب دولت و اموال کی کثرت تھی۔ صحابہ کرامؓ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو (۳) ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ کہ اب تو خدا تعالیٰ نے فراخی عطا فرمائی ہے۔ آپ عمدہ غذا اور اچھے کپڑے استعمال کیا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں تو اپنے آقا کے نقش قدم پر ہی چلوں گا خواہ کتنی خوشحالی کیوں نہ نصیب ہو۔ اور اس کے بعد دیر تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا تذکرہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت حفصہ بے قرار ہو کر رونے لگیں۔

(کنز العمال جلد ٦ صفحہ ۳۲۹)

ان مثالوں سے ظاہر ہے۔ کہ کس طرح صحابہ کرام سادہ زندگی بسر کرتے تھے نیز اس اعتراض کا بھی قلع قمع ہو جاتا ہے۔ کہ صحابہ اپنی بےبسی اور تنگ دستی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

یہ تحریک درحقیقت اپنے اندر بہت بڑے فوائد رکھتی ہے مثلاً (۱) اس تحریک سے امارت اور غربت کا سوال جاتا رہتا ہے (۲) اس تحریک پر عمل کرنے سے قربانی کا صحیح مادہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو سکتا ہے (۳) اس کے ذریعہ وہ اخوت پیدا ہوتی ہے جس سے روحانی سلسلے ترقی کرتے ہیں (۴) اس کو اختیار کئے بغیر مصائب و مشکلات برداشت کرنے کی عادت نہیں پیدا ہو سکتی۔

اگر مسلمان اس پر عمل کرتے اور اس کی حکمت کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ تو آج جس حالت میں وہ ہیں۔ اس میں نہ ہوتے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اس کی روح کو نہ سمجھا۔ اور نہ اسوہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا نمونہ اپنے سامنے رکھ کر اس پر عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قعر مذلت میں گر گئے۔ اگر مسلمان ان باتوں پر عمل کرتے۔ تو جہاں یہ باتیں ان کے لئے اخروی نجات کا ذریعہ بن جاتیں۔ وہاں وہ طرح طرح کی تمدنی اور اقتصادی پریشانیوں سے بھی نجات پا سکتے۔ مگر افسوس! کہ تکلفات میں پڑ کر ایسی مفید اور مبنی بہ دور اندیشی تعلیم کو ترک کر دیا۔ بالآخر میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ پیش کر کے گزارش کرتا ہوں۔ کہ احباب جماعت اس تحریک کو زیادہ سے زیادہ وسیع کریں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں جہاں تک اسلام پر غور کرتا ہوں۔ مجھے اس کے تمدن کا یہ نقطہ مرکزی نظر آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں قومی خرابیاں تکلفات سے پیدا ہوتی ہیں .... بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے دوستوں کی دعوت کریں۔ لیکن وہ اس لئے ان کی دعوت نہیں کر سکتے۔ کہ اگر ان کی دعوت کی۔ تو شاید ان کی حیثیت کے مطابق انہیں کھانا نہ کھلا سکیں۔ کئی امراء اس لئے اپنے غریب بھائیوں کی دعوت قبول نہیں کرتے۔ کہ وہ ان کے مزاج کا کھانا انہیں نہیں کھلا سکیں گے۔ لیکن اگر کھانے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق وہی طریق جاری ہو جائے۔ جو ہم نے تحریک جدید کے ماتحت جاری کئے ہوئے ہیں۔ کہ صرف ایک ہی سالن پکایا جائے۔ تو نہ دعوت کرنیوالے پر کوئی بار پڑتا ہے۔ اور نہ دعوت قبول کرنے والا کوئی ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے .... پس اس ذریعہ سے امراء و غرباء کے تعلقات میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسلام جس برادری کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ قائم ہو جاتی ہے"

خاکسار۔ مرزا منور احمد واقف زندگی تحریک جدید

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کے ارشاد پر غرباء کے لئے غلہ مہیا کرنے والوں کی فہرست

(۱) وصولی گندم سابقہ ۶-۱۰-۱۸ من

۲/٦/۴۲ کی آمد۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مجاہد تحریک جدید ۵ سیر۔ علی محمد صاحب ننگل خورد ۲۰ سیر۔ صوفی غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ایک من

۳/٦/۴۲۔ ڈاکٹر محمد طفیل صاحب دیوانی وال ایک من

بابو نذیر احمد صاحب دہلی ۵ من —

اہلیہ 〃 〃 ۵ 〃 —

ڈاکٹر رحیم بخش صاحب دارالرحمت ایک من

۴/٦/۴۲ مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر دارالفضل ایک من

مرزا احمد اشرف صاحب مسجد مبارک ۲۰ سیر

مرزا محمد یعقوب صاحب 〃 ۲۰ سیر

والدہ ڈاکٹر چوہدری شاہنواز صاحب ۱۴ سیر

چوہدری مظفر الدین صاحب بنگال ۳۰ 〃

شیخ عبد الرحیم صاحب پراچہ دو من ۲۰ سیر

چوہدری سلطان احمد صاحب دارالشکر ایک من

سید مختار احمد صاحب دارالفضل ۹ سیر ۸ چھٹانک

ماسٹر علی محمد صاحب 〃 ۳۰ سیر

۵/٦/۴۲ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مشتری کھانہ ۵ من

چوہدری محمد بخش صاحب دارالفضل ۱۷ سیر

ماسٹر عبد القیوم صاحب 〃 ۲۷ 〃

بابو محمد سعید صاحب 〃 ۱۵ 〃

بجانہ ڈاکٹر غلام علی صاحب مرحوم 〃 ۱۴ 〃

ڈاکٹر لعل دین صاحب 〃 ۱۸ 〃

کل آمد گندم ۱۴-۲۲-۴۶ من

(۲) وصول شدہ رقم برائے گندم سابقہ ۶-۱۳-۳۵ روپیہ

۲/٦/۴۲ کی آمد۔ والدہ مولوی عبد الکریم صاحب دارالفضل ۳-۹-۴

مولوی محمد احمد صاحب مجاہد تحریک جدید ۳-۹-۴

مولوی عبد الکریم صاحب دارالفضل بقیہ ۲-۳-۰

شیخ نیاز محمد صاحب معہ والدہ و اہلیہ۔ دارالرحمت ۱۰-۰-۰

صوفی غلام محمد صاحب دارالرحمت ۰-۰-۴

منشی غلام حیدر صاحب انسپکٹر اشتمال اراضی ۱-۰-۰

بابو سراج الدین صاحب دارالفضل ۰-۰-۴

چوہدری علی احمد صاحب چھاؤنی انبالہ ۰-۰-۵

تفسیر مفاتیح الغیب امام رازی و تفسیر کبیر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحم سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف کے حقائق و معارف کا شاندار علم عطا فرمایا اور آپ نے اپنی صداقت کے اظہار اور قرآن شریف کی افضلیت کے اثبات کے لئے بارہا اپنے مخالفوں کو قرآن شریف کے حقائق و معارف بالمقابل لکھنے کے لئے یا اپنی آسمانی کتابوں سے اس کی مثل لانے کے لئے چیلنج دیا۔ مگر چونکہ قرآن شریف کتاب مکنون ہے۔ اور اس کے حقائق و معارف صرف انہی لوگوں پر کھولے جاتے ہیں۔ جن کو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک و صاف کیا۔ اس لئے مخالف علما کو کبھی یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ آپ کے بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے نکلتے۔ ہاں جب آپ کی طرف سے سورہ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل کرامات الصادقین اور پھر اعجاز المسیح شائع ہوئیں۔ تو اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کے سبب ان کے صحیح الفاظ اور بے مثل تراکیب اور اعجازی فصاحت و بلاغت اور بے نظیر تفسیر میں اغلاط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر کے عقلا کی نظروں میں مزید سبک سر ہوئے

ایسے ہی واقعات کا اعادہ اب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تفسیر کبیر کی ایک ضخیم جلد شائع ہونے پر ہو رہا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور ان کے دوسرے ہمخیال علماء کو مدت سے حضرت اقدس کی طرف سے تفسیر نویسی کے لئے بلایا جا رہا تھا۔ مگر ان کی طرف سے ہمیشہ حیلوں بہانوں سے ہی کام لیا جاتا رہا اب جبکہ آپ کی تفسیر کی ایک جلد شائع ہو گئی ہے۔ پیغام صلح اور اہل حدیث کی قلمیں نکتہ چینی کے لئے نہ نکتہ آوری کے لئے جنبش کر رہی ہیں۔ لیکن اگر مولوی محمد علی صاحب کے دست و بازو اور مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی اپنی تفسیروں سے حضرت اقدس کی تفسیر کا مقابلہ کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ انکی تفسیروں کی کیا حیثیت ہے۔ ساری تفسیر کا مقابلہ تو الگ رہا۔ اگر صرف بعض چیدہ چیدہ مقامات مثلاً

الم ترکیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ الآیۃ کی تفسیر کا ہی مقابلہ کر کے دیکھ لیتے یا انما یعلمہ بشر یا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ہی کا مقابلہ اپنی تفسیروں سے کر لیتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ قرآن مجید کا حقیقی علم کس کو دیا گیا ہے۔ اور اس کے حقائق و معارف اور اسرار کس پر کھولے گئے ہیں۔ اور کس کی تفسیر قرآن مجید کی حقیقی تفسیر کہلانے کی مستحق ہے۔ مگر کون مقابلہ کرے۔ جبکہ نیتیں ہی درست نہیں۔ پھر اعتراضات کرتے وقت بھی ایسے اعتراضات کئے ہیں۔ جن سے ان کی اپنی پردہ دری ہوتی ہے مولوی محمد علی صاحب کے رفقا کا تو ہرگز حق نہ تھا۔ کہ وہ اس میدان میں آتے۔ جبکہ خود ان کے مفسر قرآن مولوی محمد علی صاحب اعتراضات سے ڈر کر اپنی اردو تفسیر کے مقدمہ میں لکھ چکے ہیں۔

"معمولی لغزشوں اور غلطیوں پر اگر کوئی صاحب چشم پوشی سے کام لیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی صفت ستاری ہے۔ قابل اصلاح غلطی نظر آئے۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ اپنی سمجھ کے مطابق اصلاح کی کوشش کرونگا۔ اختلاف رائے پر صبر کریں۔ تو آج اتحاد اسلامی کے لئے سب سے بڑھ کر اسی کی ضرورت ہے"

پس جو بات اس وقت اتحاد اسلامی کے لئے سب سے بڑھ کر ضروری تھی۔ اب وہی بات کیوں غیر ضروری ہو گئی۔ غالباً پیغام صلح کے ساتھ تعلق رکھنے والے اصحاب مولوی محمد علی صاحب کی تفسیر کو بھی بغور ملاحظہ نہیں کرتے۔ اور یونہی اس کی تعریف و توصیف کے پل باندھتے رہتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کی حقیقت بھی ان کے بھائی ہی طشت ازبام کر چکے ہیں۔ ان کے تفسیر کبیر پر اعتراضات کے مفصل جواب بھی الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر مجھے جس بات پر حیرت ہے،

وہ ان اصحاب کی عقل و علم ہے۔ ہر دو اصحاب نے یہ اعتراض متفقہ طور پر کیا ہے کہ تفسیر کبیر کا نام علامہ فخر الدین رازی کی تفسیر کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اور یہ اعتراض کر کے گویا ہر دو نے سمجھ لیا۔ کہ ہم نے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ لیکن اگر ان کا علم سطحی نہ ہوتا۔ تو یہ اعتراض کبھی ان کے قلم سے نکل ہی نہ سکتا۔ کیونکہ امام رازی کی تفسیر کا نام مفاتیح الغیب ہے تفسیر کبیر نہیں ہے۔

پس جبکہ امام رازی کی تفسیر کا نام ہی تفسیر کبیر نہیں تو حضرت اقدس کی تفسیر کا نام کیسے اس سے ماخوذ سمجھا جا سکتا ہے۔ اور یہ بات نہایت واضح ہے۔ کہ کسی کتاب کا نام وہی ہوتا ہے۔ جو اس کا مؤلف رکھتا ہے۔ پس ان ہر دو اصحاب کا یہ اعتراض بالکل لغو باطل اور ان کے علم کی پردہ دری کرتا ہے۔

ہاں اگر ان کا یہ خیال ہو۔ کہ نام کا اشتراک بھی درست نہیں۔ خواہ امام رازی کی تفسیر کا نام کسی دوسرے نے "التفسیر الکبیر" رکھ دیا ہو۔ تو یہ بھی قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ نام کا اشتراک ہر مقام پر ناپسندیدہ نہیں۔ بلکہ بعض اوقات ضروری بھی ہوتا ہے۔ جیسے خود مولوی ثناء اللہ صاحب کا نام ایک پہلے نام پر ہے۔ جو پنجاب ہی کے رہنے والے اور مفسر قرآن بھی تھے۔ مولوی محمد علی صاحب کا نام بھی پہلے ناموں پر رکھا گیا ہے۔ اور انبیا و صلحاء کے نام تو خود لوگ، اپنے بچوں کے رکھتے ہیں۔ اور ان کے مقدس ناموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس اگر اشتراک لفظی معیوب امر ہے۔ تو پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو اپنے نام بدلنے چاہئیں۔ پھر ان کے اعتراضات کی معقولیت ظاہر ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں عربی دان اصحاب کے لئے تو اس بات کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کہ "التفسیر الکبیر" اور "تفسیر کبیر" دو علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔ ایک نام

نہیں۔ شاید ان معترضین کو اتنی بھی خبر نہ ہو گی۔ پھر غیر مبائع اصحاب کو تو یہ اعتراض کرتے وقت اپنے گھر میں ہی نظر ڈال لینی چاہیئے تھی۔ کیونکہ وہ سب سے پہلے اس الزام کے نیچے ہیں۔ ان کی انجمن کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے۔ یہ وہ نام ہے جو سابق زمانہ میں اس انجمن کا نام تھا۔ جس کے زیر اہتمام رسالہ ریویو آف ریلیجنز نکلا کرتا تھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اس کے ممبروں میں سے ایک تھے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب کی اردو تفسیر کے سرورق پر یہ آیت لکھی ہے۔ ولا یأتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا اور یہ آیت استاذنا المکرم حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی تفسیر القرآن کے سرورق پر جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع ہوئی تھی متواتر کئی سال لکھی جاتی رہی۔ ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن یعنی اردو ترجمۃ القرآن حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے "ترجمۃ القرآن" سے ماخوذ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کی کتاب Religion of Islam ایک دشمن اسلام کی کتاب کے نام پر ہے۔ ان کے اخبار "پیغام صلح" کے نام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "پیغام صلح" سے ماخوذ ہے۔ پھر نامعلوم غیر مبائعین کو دوسروں سے اس قدر نام سے کیسی تفسیر کبیر کے نام پر اعتراض کرنے کی جرأت کیونکر ہوئی۔

حقیقت یہی ہے کہ ان لوگوں کی نیت درست نہیں ورنہ تفسیر کبیر وہی حقیقی تفسیر کبیر ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی۔ جسے مولوی محمد علی صاحب لے کر بھاگ گئے تھے۔ اور چاہا تھا کہ اسے لوگوں کی نظروں سے غائب کر دیں۔ جیسا کہ ان کی تفسیر کے مطالعہ سے خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے۔ مگر وہی تفسیر بفضلہ تعالےٰ بصورت چنیدہ یعنی خلافت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذریعہ ظاہر ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

خاکسار محمد شریف از حیفا فلسطین

چوہدری بدر سلطان صاحب کارکن تحریک معہ والدہ — ۵ — ۰ — ۰
محمد حسین صاحب دفتر جائیداد — ۱ — ۰
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب قادیان — ۱۰ — ۰
سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ " — ۲۰ — ۰
خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب " — ۵ — ۰
چوہدری عبداللہ خانصاحب دارالانوار — ۲۰ — ۰
میاں نظام دین صاحب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب
مولوی محمد دین صاحب مجاہد و اہلیہ سڑوعہ — ۹ — ۰
اہلیہ محمد یوسف خانصاحب دارالبرکات — ۶۲ — ۰ — ۰
عبدالرحمن صاحب ہیڈ ماسٹر — ۱۰ — ۰
سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آباد دکن
و دیگر افراد خاندان — ۱۰۰ — ۰
بابو عبدالغنی صاحب تی دارالبرکات — ۴ — ۰
مولوی قمر الدین صاحب دارالرحمت — ۲ — ۴
بحمیدا احمد صاحب ڈرائیور
معہ والدہ قادیان — ۶ — ۰
اہلیہ منشی کریم بخش صاحب
دہلوی قادیان — ۵ — ۰
اہلیہ مولوی عبدالحمید صاحب دہلی — ۵ — ۰
مرزا برکت علی صاحب دارالعلوم — ۴ — ۰
صوفی محمد یعقوب صاحب " — ۲ —
والدہ ناصر احمد صاحب " — ۱ — ۰
مولوی عطاء الرحمن صاحب " — ۳ — ۰
حکیم عبدالعزیز خاں " — ۲ — ۰

صوبیدار بشیر محمد صاحب دارالعلوم } آنے — روپے — ۸ — ۴
بشیر بیگم اہلیہ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب دارالعلوم } ۱۴ — ۲
سید صادق علی صاحب پنشنر دارالعلوم } ۰ — ۴
غلام قادر صاحب دارالرحمت — ۲ — ۱

پائی — آنہ — روپے
میزان نقدی ۳ — ۱ — ۷۷۳
چھٹانک سیر من
۰ — ۲۰ — ۳۷۸ گندم اور ۸۱ روپے ۱۴ آنے ۹ پائی نقدی برائے گندم کے وعدے آچکے ہیں۔ براہ کرم احباب جلد سے جلد گندم دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں بھجوا دیں۔ اور جن احباب نے گندم کی قیمت ادا کرنیکا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ نقدی کی صورت میں موعودہ رقوم دفتر ہذا میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

بقیہ صفحہ ۵ ۔ اردو کی بجائے ہندی کی سرپرستی شروع کردی گئی۔ یو۔ پی کے وزیر تعلیم مسٹر سمپورنانند نے ایک نیا نظریہ اختراع کیا۔ کہ ہندی اتھوا ہندوستانی میں جتنے بھی سنسکرت کے الفاظ استعمال کئے جائیں کم ہیں جتنے سنسکرت کے الفاظ زیادہ ہونگے۔ اتنی ہی زبان عام فہم ہوگی۔ چنانچہ ہر کانگرسی صوبے میں اس بات پر عمل ہونے لگا۔ اور تو اور ایسے عربی فارسی الفاظ بھی نکال دیئے جو صدیوں سے مستعمل تھے۔ اور گھل مل کر ہندوستانی ہو گئے تھے۔ اور اُن کی بجائے سنسکرت کے بھاری بھرکم الفاظ کو عام کرنے کی کوششیں ہوئیں۔ مثلاً حاضر جناب کی بجائے اپستھتو شریمان جی۔ مدعی کی بجائے جھگڑا بھگیٹرو وغیرہ وغیرہ

یوپی وغیرہ کئی صوبوں میں ہندی کو دفتری زبان بنا دیا گیا۔ ہندی کی تعلیم لازمی کردی گئی۔ یہ ایک ایسا اقدام تھا جسے اہل قلم ہندو بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ صوبہ مدراس ایسے کٹر کانگرسی صوبے میں بھی خود ہندوؤں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور ہزاروں ہندو قید ہوئے۔ اور اسی قسم کی ہزاروں باتیں ہندو سکولوں کالجوں اور ہندو یونیورسٹی بنارس سے آہستہ آہستہ اردو کی جلاوطنی۔ ریڈیو کی زبان کا آہستہ آہستہ گنگا جمنی قسم کی زبان بن کر رہ جانا۔ وغیرہ وغیرہ جن کے بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں۔ (باقی)

محمد علی ایم۔ اے سٹوڈنٹ گورنمنٹ کالج لاہور

وی پی وصول فرمالیں!

ہم نے حسب اعلانات سابقہ یکم جون کو وی۔ پی ارسال کر دئے ہیں اب وی۔ پی روکنے کے متعلق کسی اطلاع کی تعمیل نہیں ہوسکیگی۔ احباب سے گذارش ہے۔ کہ وی۔ پی وصول فرما کر ممنون فرمائیں۔ جن اصحاب نے وی۔ پی رکوا کر چندہ کی ادائیگی کا وعدہ فرمایا ہے۔ وہ براہ کرم بہت جلد رقم ارسال فرمادیں۔ احباب کو معلوم ہے۔ کہ کاغذ وغیرہ کی سخت گرانی کے باعث ہمیں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ اس لئے ہمیں یقین ہے۔ کہ ہماری مشکلات کا احساس فرماتے ہوئے چندہ کی ادائیگی میں تامل نہ فرمائیں گے۔ نیز اس دفعہ کوئی دوست بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو وی۔ پی واپس کر کے دفتر کے نقصان کا موجب ہو

خاکسار منیجر

وی پی وصول نہ کرنا دفتر کو سراسر نقصان پہنچانے کے مترادف ہے پس اس سے احتراز فرمایئے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۴ر جون۔ آج صبح برطانیہ کے بری۔ بحری اور فضائی دستوں کی ایک جمعیت ساحل فرانس پر بولون کے قریب اتری اور بہت اہم معلومات فراہم کر کے واپس آ گئی۔ اس مہم میں نقصان بہت ہی کم ہوا۔ مارچ ۱۹۴۱ء سے اسوقت تک فرانس پر برطانوی دستوں کا یہ آٹھواں چھاپہ ہے۔

کولمبو ۴ر جون۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ایک جاپانی طیارہ ساحل لنکا کے قریب پرواز کرتا دیکھا گیا ہے۔ خیال ہے کہ یہ دیکھ بھال کے لئے آیا تھا۔ مگر لنکا کے قریب نہیں پہنچ سکا۔ معلوم ہوا ہے کہ انڈیمان کے نواح میں جو چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں۔ دشمن انہیں ہوائی کشتیوں کے اڈوں کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔

واشنگٹن ۴ر جون۔ امریکہ کے سمندری محکمہ نے اعلان کیا ہے کہ اتحادیوں کے سات تجارتی جہاز جن میں ایک امریکن بھی تھا۔ خلیج بنگال میں ۶ر اپریل کو غرق ہو گئے۔ انہیں تین جاپانی کروزروں نے چالیس منٹ تک گولہ باری کر کے غرق کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں ڈیڑھ سو جہازی ہلاک ہو گئے۔

لنڈن ۴ر جون۔ آج دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں نائب وزیر اعظم نے کہا کہ سنگاپور میں محصور ہو کر لڑنے کا فیصلہ حکومت کا متفقہ فیصلہ تھا۔ اور فوجی مشیر نیز کمانڈر انچیف کو اس سے پورا پورا اتفاق تھا۔

سڈنی ۴ر جون۔ آسٹریلین ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ ساحل کے سامنے ایک جزیرہ پر رات کے وقت حملہ کر کے چار آبدوزوں کو غرق کر دیا گیا۔

قاہرہ ۴ر جون۔ لیبیا میں غزالہ لائن کے مشرق میں جنگ کی شدت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ درنہ اور مگیلی کے مشرقی علاقہ پر دشمن کے قبضہ کا فیصلہ اس لڑائی سے ہو جائیگا۔ موسم سخت خراب ہے اور عین دوپہر کے وقت بیس گز کے فاصلہ پر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ آندھیوں کا بہت زور ہے۔ اس جنگ کا دوسرا دور اب شروع ہو چکا ہے۔ جس فوج نے بارودی سرنگوں میں شگاف والے علاقہ میں چھ روز تک دشمن کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔ اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

بمبئی ۵ر جون۔ باخبر حلقوں کی اطلاع ہے کہ چونکہ امریکہ و چین کی طرف سے برطانیہ پر اس بات کے لئے بہت زور دیا جا رہا ہے کہ وہ ہندوستان کے ساتھ سمجھوتہ کر لے۔

لنڈن ۵ر جون۔ مڈغاسکر کی برطانی فوج کے کمانڈر نے اطلاع دی ہے کہ ڈیگو سواریز کے شمال میں ایک گاؤں میں دو اجنبی بحری افسروں کے دیکھے جانے کی اطلاع ملنے پر جب ان کا تعاقب کیا گیا۔ تو انہوں نے گولی چلانی شروع کر دی۔ آخر یہ دونو ہلاک کر دیئے گئے۔ اور ان سے برآمد شدہ کاغذات دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ دونو جاپانی بحری افسر تھے۔

واشنگٹن ۴ر جون۔ محکمہ بحر کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ جاپانی جہازوں نے الاسکا کی بندرگاہ پر ہوائی حملہ کیا۔ اور اس کے چند گھنٹے بعد اور حملہ ہوا۔ الاسکا دوسش کے مشرق اور کینیڈا کے شمال مغرب میں ہے۔

دہلی ۴ر جون۔ یہاں کے سرکاری حلقوں کی اطلاع ہے کہ جاپان گورنمنٹ اپنے مقبوضہ ممالک میں خام اشیاء کے وسیع ذرائع کو استعمال میں لانے کے انتظامات کر رہی ہیں۔ جرمن ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ ملایا اور سنگاپور سے جاپان کو مال جانا شروع ہو چکا ہے روم ریڈیو کا بیان ہے کہ ٹوکیو کے اقتصادی حلقوں کی رائے ہے کہ جاپان۔ جرمنی اور اٹلی کو بھی معدنیات کافی مقدار میں سپلائی کر سکیگا۔

بمبئی ۴ر جون۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے ایک ممبر مسٹر شنکر راؤ دیو نے ایک پریس انٹرویو میں کہا۔ کہ گاندھی جی جو تحریک شروع کر رہے ہیں۔ وہ عوام کی تحریک ہے۔ اور ویسی ہے جیسی کہ ۱۹۳۲ء ۱۹۳۳ء میں شروع کی گئی تھی۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ غریبوں کو پیٹ بھر کر کھانا مل سکے۔

پونا ۴ر جون۔ ایک صراف ۲۶۰ تولہ سونا مالیتی ۲۲ ہزار روپیہ مدراس سے لیکر آ رہا تھا۔ سونا ایک آہنی بکس میں بند تھا جسے صراف نے اپنی نشست کے پائے کے ساتھ مقفل کر دیا۔ اس کمرہ میں اور ایک مسافر بھی تھا۔ جو رستہ میں اتر گیا۔ لیکن صراف نے جب صندوق کھولا تو سونا غائب تھا۔

ماسکو ۴ر جون۔ سوویٹ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ مئی کے مہینہ میں جرمنی کے ۱۳۶۶ اور روسیوں کے ۴۷۹ ہوائی جہاز تباہ ہوئے۔ اب جرمن ہوائی جہاز محاذ جنگ کے بالکل قریب ہوائی اڈوں میں جمع ہو رہے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کی ہوائی برتری ختم ہو چکی ہے۔

بغداد ۴ر جون۔ عراق کی وزارت میں ردوبدل متوقع ہیں۔ وزیر اعظم نوری پاشا عنقریب مستعفی ہو جائینگے۔ اور پھر نئی وزارت بھی خود ہی بنائینگے۔

واشنگٹن ۴ر جون۔ نیویارک ٹائمز کے سیاسی نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ مسٹر روزویلٹ جو مزید فوج برطانیہ بھیج رہے ہیں۔ وہ یورپ پر حملہ کی غرض سے بھیجی جا رہی ہے۔ اور وہ ناروے۔ ڈنمارک یا ممکن ہے اٹلی کے راستہ حملہ کریگی۔ اسکے پاس ٹینک اور جدید ترین اسلحہ موجود ہیں۔ امریکن چیف آف دی جنرل سٹاف جنرل مارشل نے ایک بیان میں کہا کہ امریکن فوجیں ایک دن ضرور یورپ کے ساحل پر اتریں گی۔ اور وہ اب کئی محاذوں پر دشمن کے خلاف جارحانہ اقدامات کے لئے بالکل تیار ہیں۔ امریکن فوج کی تعداد تو نہیں بتائی جا سکتی۔ البتہ اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ فوجی افسروں کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔

چنگنگ ۴ر جون۔ برما کی چینی فوجوں کے امریکن کمانڈر جنرل سٹلول ہندوستان سے یہاں پہنچ گئے ہیں۔

مدراس ۴ر جون۔ مسٹر راجگوپال اچاریہ نے یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان دنوں جاپان ریڈیو گاندھی جی کی بہت تعریف کر رہا ہے۔ اگرچہ وہ انہیں کوئی مدد نہ دینگے۔ اگر میری تجویز پر عمل پیرا ہو کر کانگرس مسلم لیگ کے ساتھ سمجھوتہ کر لے تو جاپانیوں کو ان کے مقاصد میں یقینی طور پر ناکامی ہو گی۔ اسوقت گاندھی جی کی پالیسی جاپانیوں کیلئے موجب تسکین ہے۔

لنڈن ۴ر جون۔ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایندھن اور روشنی وغیرہ سے تعلق رکھنے والے امور کیلئے ایک مستقل وزیر مقرر کیا جائے۔ اور جدید وزیر میجر گوریلین لائڈ جارج ہوں گے۔

لنڈن ۴ر جون۔ ایک نیم سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ آئندہ فضائی حملوں میں جرمنی کے خلاف بیک وقت دو سے چار ہزار تک طیارے استعمال کئے جائیں گے۔

ماسکو ۴ر جون۔ سوویٹ ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ جرمن اس وقت تک یورپ کے ۶ لاکھ انسانوں کو گولی کا نشانہ بنا چکے ہیں۔ ان پر الزام یہ تھا کہ وہ جرمنی کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

واشنگٹن ۴ر جون۔ آسٹریلیا کے وزیر خارجہ نے جو انگلستان سے اپنے ملک کو واپس جاتے ہوئے یہاں ٹھیرے ہیں۔ ایک بیان میں کہا۔ کہ بحر الکاہل کے جنگی محاذ کی تمام ذمہ داریاں امریکہ نے سنبھال لی ہیں۔ بحیرہ کورل میں جاپانی بیڑے کی شکست سے آسٹریلیا کے لئے خطرہ بہت کم ہو گیا ہے۔ اور اب ہم آسٹریلیا کی حفاظت ہی نہیں کرینگے بلکہ جاپان کے خلاف جارحانہ اقدام بھی کرینگے۔

چنگنگ ۴ر جون۔ چینی ہائی کمانڈ کے ایک اعلان میں کہا گیا ہے کہ جاپانی طیاروں نے پہلے چینی مورچوں پر زبردست بمباری کی۔ اور اس کے بعد ایک لاکھ جاپانی فوج نے صوبہ چکیانگ کے مشرق میں ایک نیا حملہ شروع کر دیا۔ چینی توپخانہ نے گولہ باری کر کے ایک حد تک اس حملہ کو روک دیا۔ مگر ناکام نہیں ہو سکا۔ اور اسوقت دونو فوجوں میں گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔

لنڈن ۴ر جون۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ موسیو لاوال نے فرانسیسی پولیس کا چارج بھی خود لے لیا ہے۔

دہلی ۴ر جون۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ چینی گورنمنٹ نے ہندوستان کو دو کروڑ ۴۳ لاکھ کی مالیت کے مختلف آرڈر دیئے ہیں۔ ایک کروڑ ۶۶ لاکھ کے آرڈر کپڑے۔ پٹرول۔ تیل اور کاغذ وغیرہ کے ہیں۔

واشنگٹن ۵ر جون۔ الاسکا کے تمام سول ڈیفنس دستوں کو حکم دیا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹہ تیار رہیں۔

لنڈن ۴ر جون۔ نازی گسٹاپو کے چیف ہملر نے حکم دیا ہے کہ تمام پیادہ پولیس کی جگہ عورتیں بھرتی کی جائیں۔ تا مردوں کو محاذ جنگ پر بھیجا جا سکے۔

لاہور ۴ر جون۔ معلوم ہوا ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سکرٹری کی طرف سے پراونشل کانگرس کمیٹیوں کے نام ایک سرکلر جاری کیا گیا ہے کہ جو لوگ پاکستان کے حامی ہیں وہ اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جائیں۔ کیونکہ اسوقت مسٹر اچاریہ اور ان کے حامیوں کی جو پالیسی ہے وہ کانگرس کی موجودہ پالیسی کے منافی ہے۔

لاہور ۔ ۴ر جون۔ پنجاب یونیورسٹی کیطرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ اسوقت ہائی کلاسز کیلئے جو انگریزی کتب مروج ہیں ۱۹۴۵ء کے امتحانات تک ان میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

دہلی ۴ر جون۔ آل انڈیا مسلم لیگ ڈیفنس کمیٹی سی۔ پی اور برار کا دورہ ختم کر کے منتشر ہو گئی ہے۔ اب اس کا اجلاس ۲ر جون کو یہاں ہو گا اور اسکے بعد یہ صوبہ سرحد۔ پنجاب۔ سندھ اور بلوچستان کا دورہ کرے گی۔

کلکتہ ۴ر جون۔ صوبائی مسلم لیگ کے حکم کے مطابق یکم سے ۱۵ر جون تک پندرہ روز بنگال میں مسلم لیگ کی تنظیم کیلئے وقف کئے گئے ہیں۔

میکسیکو ۴ر جون۔ اعلان جنگ کے بعد یہاں لڑائی کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ وزیر خارجہ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ میکسیکو بہرحال امریکہ کا ساتھ دے گا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی۔